اللہ تعالیٰ کی صفت قوی اور عزیز

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ رجولائی ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۲
(المجادلۃ:۲۲)

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۶۷
(ھود:۶۷)

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝۲۶ (الاحزاب:۲۶)

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۲۰
(الشوریٰ: ۲۰)

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۶
(الحدید:۲۶)

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۱ (الحج:۴۱)

یہ چند آیات اور آخر پر بعض آیات کے ٹکڑے جو میں نے تلاوت کئے ہیں ان سب میں اللہ

تعالیٰ کی صفت قوی اور صفت عزیز کو دہرایا گیا ہے ان آیات میں اور بار بار ایک خاص مضمون کے تعلق میں ان صفات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

پہلی آیت جو میں نے پڑھی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے اوپر فرض کر لیا ہے لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ کہ یقیناً میں اور میرے رسول غالب آ کر رہیں گے اور اَغْلِبَنَّ میں بھی ایسی شدت کے ساتھ غلبہ کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر شدت سے غلبہ کا اظہار عربی زبان میں ممکن نہیں۔ اول تو لفظ کَتَبَ حد سے زیادہ زور دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس سے اوپر عربی زبان میں کوئی لفظ نہیں ہے زور کا کہ خدا نے فرض فرما لیا ہے اپنے اوپر اور پھر لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ میں نون ثقیلہ استعمال فرمایا جس کا مطلب ہے کہ لازماً یہ ہو کر رہے گا اس کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔ تو خدا جو دوسروں پر کچھ فرض فرماتا ہے اس موقع پر اپنے پر بھی کچھ فرض فرما رہا ہے اور کن لوگوں کے لئے اپنے اوپر فرض فرما رہا ہے؟ ان لوگوں کے لئے جو خدا کے عائد کردہ فرائض کا حق ادا کرتے ہیں اس لئے اس موقع پر رُسُلِیْ کا لفظ استعمال فرمایا اور باقیوں کا ذکر نہیں کیا کیونکہ رسول خدا کے بندوں میں سے وہ ہیں جو خدا کے عائد کردہ تمام فرائض کو ان کے حق کے مطابق ادا کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اللہ اپنے اوپر ایک بات فرض کر لیتا ہے ان کے لئے کہ یہ وہ بندے ہیں جو ضائع نہیں کئے جائیں گے، لازماً ان کو غلبہ نصیب کیا جائے گا اور اَنَا کہہ کر ساتھ رُسُلِیْ کو شامل کرنا بہت ہی عظیم الشان اعزاز ہے جو ان کو بخشا گیا ہے۔ پس غلبہ تو لازماً عطا ہوتا ہے اور خدا کے رسولوں کو عطا ہوتا ہے لیکن وہ جو ساتھ چلنے والے ہوتے ہیں وہ غلامان در جو گرتے پڑتے اس قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں اور خواہ حق ادا نہ بھی کر سکیں حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی فیض پا جاتے ہیں اور ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ بظاہر رسول تو موجود نہیں ہوتے لیکن ان کے ماننے والوں کو غلبہ عطا ہو رہا ہوتا ہے۔ بڑے ہی بیوقوف ہوں گے وہ جو یہ سمجھتے ہوں کہ ہماری طاقت سے ہمارے اعمال صالحہ کے نتیجہ میں غلبہ عطا ہوا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب خدا رسالت کو جاری فرماتا ہے اس وقت یہ تقدیر لکھی جا چکی ہوتی ہے کیونکہ کَتَبَ میں ایک معنی لکھے جانے کا بھی ہے۔ مراد یہ ہے کہ آج لکھ دیا گیا ہے جب میں نے بھیجا ہے کسی کو اور اس کی خاطر لازماً میں غالب کر کے دکھاؤں گا بلکہ یہاں تک کہ بعض اوقات تو میں

بھٹک بھی جاتی ہیں راہوں سے تب بھی غلبہ نصیب ہوتا ہے کیونکہ وہ وعدہ جو خدا اپنے رسولوں سے کرتا ہے اس کو کبھی ٹالتا نہیں۔

یہ قوِیّ اور عـــزیــز کی جو صفات دہرائی گئی ہیں ہر ایسے موقع پر جہاں رسولوں یا ان کے ساتھیوں کو غلبہ عطا کرنے کا وعدہ ہے، ان کے ساتھ رحمتوں کے وعدے ہیں، ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے وعدے ہیں۔ان صفات کے کیا معنی ہیں؟ ان پر ہم کچھ مزید غور کرتے ہیں۔

قوی کا مطلب تو عام اردو میں بھی معروف ہے طاقت ور کو قوی کہتے ہیں اور عزیز کو غالب کے طور پر سمجھا جاتا ہے یعنی اس کا ترجمہ جو آپ قرآن کریم میں پڑھیں گے تو ہر جگہ آپ کو غالب ہے، ان معنوں میں اور مضبوط ہے اور طاقت ور ہے، ان معنوں میں اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے لیکن جہاں تک قوی کا تعلق ہے صرف اردو میں جس کو قوی کہتے ہیں وہی معنی یہاں چسپاں نہیں ہوتے یا انسان کے تعلق میں جو قوی لفظ سمجھا جاتا ہے وہی معنی خدا کے اوپر چسپاں نہیں ہوتے کیونکہ قوی میں ایک قوت کا استقلال پایا جاتا ہے۔قوی ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی قوت کی حالت ہمیشہ برقرار رہتی ہے اور جاری رہتی ہے اور دنیا میں کوئی بھی انسان خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی قوت کی حالت میں استقرار ہے اور کبھی اس میں زوال نہیں آسکتا۔وقتی زوال تو بڑے بڑے عظیم الشان جرنیلوں کی قوتوں میں بھی آجاتا ہے۔وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں، وہ غش کھا کر جا پڑتے ہیں، ان کے قویٰ معطل ہو جاتے ہیں کچھ عرصے کے لئے یا عموماً آخری عمر تک جا کر انحطاط پذیر ہو جاتے ہیں۔تو کوئی بھی دنیا میں آپ تصور نہیں کر سکتے ایسا وجود جس کے اوپر لفظ قوی اپنی تمام شان کے ساتھ صادق آتا ہو، وہ ایک ہی وجود ہے یعنی اللہ جل شانہ جس کے متعلق لفظ قوی استعمال ہو سکتا ہے۔اور اسی نسبت سے دوسرے درجہ پر رسولوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے اگرچہ رسولوں پر بھی کمزوری کی حالت آتی ہے لیکن ایک قوی لفظ میں پوٹینشل (Potential) کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔اس لحاظ سے رسولوں کے متعلق ہم قوی کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں کہ چونکہ ان کو غلبہ کا وعدہ دیا گیا ہے اور ایسے قوی کی طرف سے وعدہ دیا گیا ہے جس کی قوت میں زوال کوئی نہیں اس لئے پوٹینشل کے لحاظ سے بالقویٰ وہ قوی ہی رہتے ہیں مگر اول طور پر لفظ قوی بہر حال اللہ ہی کی ذات اور اس کی شان کے بارے میں استعمال ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیات میں اس لفظ کو قوت کے طور پر یا قوی کے طور پر مختلف جگہوں پر استعمال فرمایا گیا مختلف صفات کے ساتھ استعمال فرمایا گیا۔ اس کے جو معنی کھل کر سامنے آتے ہیں وہ چار ہیں۔ قوی سے مراد محض جسمانی طور پر قوی نہیں ہے بلکہ قوت کا لفظ چار حالتوں کے اوپر بولا جاتا ہے اور قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ جسمانی قوت، اخلاقی قوت، نفسیاتی قوت، اخلاقی اور نفسیاتی کو آپ ایک ہی شمار کر لیں کیونکہ دراصل مختلف طرز بیان ہے تو نفسیاتی قوت ہی کہنا چاہئے بنیادی طور پر جب Develop ہوتی ہے، تربیت اور تعلیم پاتی ہے تو پھر اسے اخلاقی قوت کہہ دیا جاتا ہے۔ تو اول جسمانی قوت، دوسرے اخلاقی قوت اور تیسرے فکری اور نظریاتی قوت ذہن اور عقل کی قوت، اور چوتھے روحانی قوت۔ تو ان چاروں کے اوپر قرآن کریم سے ثابت ہے کہ قوت کا استعمال ہوا ہے۔ پس جب خدا کی ذات میں قوی کا لفظ استعمال ہوگا تو نفسیاتی طور پر تو ہم نہیں کہہ سکتے لیکن بالا رادہ کہیں گے وہ اپنے ارادے اور عزم میں قوی ہے وہ اس لحاظ سے قوی ہے کہ جو چاہے کر کے دکھا سکتا ہے، وہ اس لحاظ سے قوی ہے کہ اس کے ارادوں پر کوئی تزلزل نہیں آتا، وہ اس لحاظ سے قوی ہے کہ اس کی صفات بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرتی ہیں اور اس کی صفات میں کوئی بدزیبی نہیں ہے اور ہر صفت اپنے حسن کے اعتبار سے قوت رکھتی ہے اور اس کی کسی صفت پر حسن کے اعتبار سے کوئی زوال نہیں آتا اور فکر اور تدبر کے لحاظ سے وہ قوی ہے۔ اسی کی فکر، اسی کا تدبر، اسی کی ترکیب، اسی کی تدبیریں دنیا میں قوت کے ساتھ جلوہ نما ہوتی ہیں اور اس کے مقابل پر کوئی قوت اور کوئی تدبیر کام نہیں کرتی۔ تو یہ چاروں معانی قوی میں پائے جاتے ہیں۔

اس کے ساتھ عزیز کا لفظ کیوں رکھا گیا اس میں بھی ایک حکمت ہے کیونکہ بعض دفعہ قوی ایک ایسے شخص یا ایسی ذات کو بھی کہہ دیا جاتا ہے اور اس سے قوت کا مظاہرہ ہوتا ہے جو غلط موقع پر ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بظاہر ایک انسان قوی ہوتا ہے لیکن ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس کی قوت میں بھی ذلت پائی جاتی ہے یعنی ایک کمزور ایک معصوم انسان کو ایک طاقتور جب کچلتا ہے، رگیدتا ہے، اس کو ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو قوی تو بظاہر وہی ہے لیکن ذلیل بھی وہی ہے اور ایسے شخص کو عزیز نہیں کہہ سکتے۔ تو خدا تعالیٰ نے جہاں اس موقع پر قوی کا لفظ استعمال فرمایا وہاں ساتھ عزیز بھی فرما دیا کیونکہ عزیز میں جو غلبہ ہے وہ دراصل براہ راست اس کے معنوں میں نہیں پایا جاتا بلکہ عزت کے لفظ

سے وہ معنی اس کو عطا ہوتے ہیں۔ بنیادی عزیز کے اندر جو معنی ہیں وہ عزت کے ہیں اور عزیز ایک ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ہمیشہ عزت کی حالت میں رہتا ہے یعنی اتنا طاقت ور ہے کہ اس کی عزت اس سے چھینی نہیں جاسکتی۔ پس غالب ہے اپنی عزت کے اعتبار سے، اپنے کرم کے اعتبار سے، اپنے شرف اور اپنے مرتبہ کے اعتبار سے ایسی ذات کو عزیز کہا جاتا ہے۔ پس جب **قوی عزیز** کی تکرار کی گئی مومنوں کے تعلق میں یا بنیادی طور پر رسل کے تعلق میں تو یہ سارے وعدے ان کو عطا کر دیئے گئے گویا ان سے یہ کہا گیا کہ اے میرے بندو! تم جسمانی لحاظ سے حقیر سمجھے جا رہے ہو اور لوگ سمجھتے ہیں کہ تم سے جس طرح چاہیں ہم سلوک کریں کوئی نہیں ہے جو ہمیں روک سکے لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ قوی خدا تمہارے ساتھ ہے اور جسمانی لحاظ سے بھی تم عزت پاؤ گے، تم غلبہ پاؤ گے اور تمہارے دشمن ذلیل اور ناکام ہو جائیں گے۔

پھر قوی میں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے تمہیں ذلیل و رسوا کر کے تمہارے اعصاب کو توڑا جاتا ہے اور دشمن یہ سمجھتا ہے کہ تمہارے اعصاب کو شکستہ کر دے گا، پارہ پارہ کر دے گا اور تمہارے ارادوں کو مضمحل کر دے گا تمہاری قوت ارادی پر حملہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا تو میرے ساتھ تعلق ہے میں قوی ہوں اس لئے جو مجھ سے تعلق جوڑ گیا ہے اس کے ارادوں کو قوت عطا کی جائے گی، بظاہر کمزوری کی حالت میں بھی ایک غیر متزلزل عزم ان کو عطا ہوگا، کسی قیمت پر وہ ٹلنے والے لوگ نہیں ہیں انہیں ثبات بخشا جائے گا۔ یہ دوسرا وعدہ ہے جو قوی میں ان سے کیا گیا اور تیسرا وعدہ ان سے یہ کیا گیا ہے کہ ان کی عقلیں تیز کی جائیں گی، حکمت ان کو عطا کی جائے گی اور حکمت اور عقل کا غلبہ بھی انہیں کو نصیب ہوگا اور چوتھا وعدہ اور آخری وعدہ یہ ہے کہ صرف یہی نہیں بلکہ روحانیت میں وہ جلد جلد ترقی کریں گے اور جتنا زیادہ کمزور سمجھ کر دشمن ان کو ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرے گا اتنی ہی زیادہ وہ روحانی رفعتیں حاصل کرتے چلے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ روحانیت کے لحاظ سے بھی قوی ہے اور چونکہ خدا کے ساتھ ان کا تعلق قائم ہے اس لئے ان کو یہ چاروں نعمتیں جو عطا ہوں گی ان میں ثبات ہوگا، ان میں استمرار ہوگا، ان میں استقلال پایا جائے گا اور کسی حالت میں بھی ان سے یہ چھینی نہیں جاسکیں گی۔ کتنے عظیم الشان وعدے ہیں جو بار بار ایک ہی تعلق میں دہرائے جا رہے ہیں اس لئے خدا جب صفات کو اختیار فرماتا ہے بیان کرنے کے لئے تو اس کے

اندر بڑی گہری حکمتیں ہوتی ہیں۔ صفات باری تعالیٰ کے مضمون پر آپ غور کریں تو قرآن کی بہت سی آیات جو ویسے آپ کو سمجھ نہیں آئیں گی صفات باری تعالیٰ کی کنجی سے حل ہوتی ہوئی دکھائی دیں گی۔

عزیز میں ساتھ یہ بتایا گیا کہ عزت خدا کے لئے ہے اور ہر عزت خدا کے لئے ہے۔ عزت کے ساتھ قرآن کریم ایک دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ہر عزت خدا کے لئے ہے تو مراد ہوا کہ عزیز میں کوئی ایک پہلو نہیں ہے بلکہ مختلف پہلو ہیں اور عزت کی جتنی قسمیں ہیں ان سب قسموں سے ان کو غلبہ نصیب ہوگا کیونکہ عزیز خدا ظاہری قوت کے لحاظ سے بھی عزیز ہے اور باقی تمام قوتوں کے لحاظ سے بھی عزیز ہے مثلاً ایک انسان جسمانی طور پر تو قوی ہوسکتا ہے کہ انفرادی قوت ہے لیکن قومی اعتبار سے وہ قوی نہیں ہوتا اس کی قوم کمزور ہوتی ہے اور کمزور قوم کو دیکھ کر لوگ اس کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اس کا برعکس مضمون بتایا گیا ہے کہ صالح کی قوم معزز اور طاقت ور تھی لیکن بعض انبیاء کی قومیں اپنی تو بہرحال طاقتور اور معزز ہوتی ہیں اُن کے ماننے والوں کی قومیں معزز اور طاقت ور نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور ان کے ماننے والوں کو ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے اور یہ دنیا دار یہ فرق کر کے دکھاتے ہیں۔

مکہ کی زندگی میں یعنی مکی دور میں آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ دو حصوں میں منقسم ہو گئے تھے ایک وہ تھے جن کی قومیں ذاتی طور پر جن کے ساتھ ان کا تعلق تھا جن قوموں کے ساتھ وہ قومیں قوی تھیں اور عزیز تھیں نتیجۃً ان قوموں کے افراد کے ساتھ بھی عزت کا سلوک ہو رہا تھا باوجود اس کے کہ وہی بات کہتے تھے جو اس قوم کے غریب کہتے تھے یعنی ایک وقت میں ایسی حالت آتی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ تو عزت اور شرف کے ساتھ سر اٹھا کر پھر رہے ہیں لیکن بلالؓ کو گلیوں میں گھسیٹا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو بظاہر کمزوری کی حالت ہے یہ جو سمجھا جا رہا ہے کہ تمہاری قوم کمزور ہے جن لوگوں سے تم وابستہ ہو وہ کمزور ہیں۔ اگر ایسی حالت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کمزوری کی حالت کو بھی عزت میں تبدیل کر دے گا یعنی مراد یہ ہے کہ ایسے عزیز سے تمہارا تعلق ہو گیا ہے کہ ہر ماننے والے ہر تعلق والے کی ہر ذلت کو عزت میں تبدیل کیا جائے گا اور غلبے میں تبدیل کیا جائے گا۔

اسی طرح بادشاہ ہوتے ہیں جو قوموں سے بڑھ کر عزت پاتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ

بادشاہ کو ہر قسم کی عزت نصیب ہو بعض عزتوں کا تعلق اموال سے ہوتا ہے۔ایک بادشاہ خواہ کتنا بڑا بادشاہ ہو حکومتیں بعض دفعہ غریب ہوتی ہیں نتیجۃً ان کو محتاج ہونا پڑتا ہے دوسروں کا اور جب تک مال کی قوت نصیب نہ ہو مالی لحاظ سے وہ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جنگ کے مواقع پر بڑی بڑی عظیم یورپین قومیں مال کی کمی کی وجہ سے ذلیل ہوئیں اور یہود کے ساتھ ان کو معاہدے کرنے پڑے اور یہ جو اسرائیل کا مسئلہ کھڑا ہوا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی ایک محرک یہ بھی تھا کہ اسرائیل کا وعدہ انہوں نے اس بنا پر کیا کہ اپنی جنگ کے لئے یہود سے پیسہ لے کر استعمال کر رہے تھے اگر چہ یہود کو کوئی نقصان نہیں تھا اس پیسہ دینے میں کیونکہ وہ زیادہ بڑھا کر وصول بھی کر رہا تھا لیکن وقت پر جب ضرورت پڑتی ہے تو چاہے سود پر بھی پیسہ ملے انسان زیر احسان آجاتا ہے۔تو کتنی بڑی بڑی عظیم الشان یوروپین قومیں آپ کے سامنے ہیں جو عزیز تو تھیں ایک پہلو سے لیکن دوسرے پہلو سے عزیز نہیں تھیں اور جس پہلو سے عزیز نہیں تھیں اسی پہلو سے اُن کے لئے آئندہ ذلتوں کے سامان بھی پیدا ہو گئے، بنیادیں قائم ہو گئیں ان کے ذلیل کئے جانے کی یعنی ایک ظلم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

بہر حال عزت کے بہت سے پہلو ہیں تو اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے میں عزیز ہوں تو ایک انسان کی طرح کا عزیز نہیں ہے خدا، وہ عزت کے ہر پہلو میں عزیز ہے اموال کے لحاظ سے بھی عزیز ہے، دولتوں کے لحاظ سے بھی عزیز ہے، بادشاہتوں کے لحاظ سے بھی عزیز ہے اور ذاتی شرف کے لحاظ سے بھی عزیز ہے چنانچہ قرآن کریم اسی لئے رزق کے تعلق میں بھی عزیز اور قوی کی صفات بیان فرماتا ہے۔اگر صفات باری تعالیٰ کے مضمون پر یکجائی نظر نہ ہو تو انسان حیران ہوتا ہے کہ یہاں رازق کہنے کا تو موقعہ تھا قوی اور عزیز کہنے کا کون سا موقع ہے لیکن جب آپ صفات کی حکمتوں کو سمجھیں تو پھر چابی کی طرح جس طرح چابی سے تالہ کھلتا ہے اس طرح مضمون کھلنے شروع ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ (الشوریٰ:۲۰)

کہ خدا کے بعض بندے رزق کی مشکلات میں خدا کی خاطر مبتلا کئے جاتے ہیں ان کا ذکر ہے۔فرماتا ہے اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ اپنے ان بندوں کی باریک ضرورتوں پر بھی نگاہ رکھنے والا ہے خدا، ان کو نظر انداز نہیں کرتا۔يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے رزق عطا

کرتا ہے اور کن کو عطا کرتا ہے وہ جن کے بارے میں بار ہا واضح کر چکا ہے کہ ان کے لئے وہ قوی ہے اور عزیز ہے۔ تو قوی اور عزیز کی صفات جس مضمون کے ساتھ دہرائی جارہی ہیں، جس موقعے پر دہرائی جاتی ہیں ان کی یہاں تکرار میں بتا دیا کہ یہاں کون سے بندے مراد ہیں؟ کن کا ذکر ہو رہا ہے اور رزق جن کو عطا ہونا ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کو خدا کے نام پر تکلیفیں دی جاتی ہیں جن کو سمجھا جاتا ہے کہ ان کو رزق کے لحاظ سے ذلیل کر دو۔ چنانچہ گزشتہ بعض تحریکات کے موقع پر بعض متکبر لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہم! ہم تو جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا دیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رزق اگر خدا کی خاطر چھینا جائے، اگر خدا کے نام پر کسی بندے کو رزق سے محروم کیا جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ قوت دیتا ہے یہ فرما کر اس کو حوصلہ عطا کرتا ہے کہ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ وہ اپنے بندوں کی باریک ترین ضروریات پر، ان کی دلی کیفیات پر نظر رکھنے والا خدا ہے وہ لازماً ان کو رزق عطا فرمائے گا۔

چونکہ یہ سارا مضمون مقابلے کا ہے اس لئے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے جہاں یہ چار صفات مومنوں کے لئے اثبات کا پہلو رکھتی ہیں وہاں یہ چاروں صفات مخالفین کے لئے سلب کا پہلو اختیار کر جاتی ہیں یعنی محض خدا اپنے بندوں کے لئے قوی اور عزیز نہیں ہے بلکہ بعض دوسروں کے مقابل پر ان کے لئے قوی اور عزیز ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ان کے لئے قوی نہیں رہے گا، ان کے لئے اپنی قوت کا مظاہرہ نہیں کرے گا، ان کو اپنی قوت میں سے حصہ نہیں دے گا تو سلب قوت کا معنی پایا جاتا ہے جہاں دشمنوں کا تعلق ہے اور جہاں اپنوں کا تعلق ہے وہاں اثبات قوت کا معنی پایا جاتا ہے۔

چنانچہ دوسری آیت میں یہ سارا مضمون مختلف آیات میں مختلف مواقع پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان فرمایا گیا ہے۔ ایک دوسری آیت میں جو میں نے ابھی تلاوت کی تھی جہاں حضرت صالحؑ کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۷﴾ (هود: ۶۷)

یعنی ایک مدت تک ہم نے صالح علیہ السلام کو اور اس کے ساتھیوں کو آزمایا اور خدا کے نام پر انہیں کئی قسم کی تکالیف دی گئیں لیکن پھر وہ وقت جب آیا جب خدا کے فیصلے نے ظاہر ہونا تھا اَمۡرُنَا سے مراد یہ ہے کہ ہم نے جس دن اپنے فیصلہ کو ظاہر فرمانا تھا جب وہ وقت آیا تو ہم نے صالحؑ کو بھی اور اس کے تمام ساتھیوں کو بھی اپنے فضل سے اپنی رحمت سے نجات بخش دی۔ مِنۡ خِزۡیِ یَوۡمِئِذٍ اس دن کی ذلت سے نجات بخشی۔ پس یہاں قوِیّ اور عزیز کے اجتماعی معنی اکٹھے دکھائے گئے ہیں یعنی وہ دن جو ہار اور جیت کا دن ہے وہاں قوت کو بھی ظاہر ہونا پڑتا ہے اور عزت کے مضمون کو بھی ظاہر ہونا پڑتا ہے اور اس دن صرف قوت ہی عطا نہیں ہوتی بلکہ اتنی نمایاں فتح ایسی عزت نصیب ہوا کرتی ہے کہ دشمن بالکل خائب و خاسر اور ذلیل ہو جایا کرتا ہے۔

پھر ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض دفعہ لوگ جتھے بنا کر حملے کر کے آتے ہیں اور اس کے مقابل پر میرے بندے بالکل کمزور اور نہتے ہوتے ہیں اور بڑا سخت خوف کا مقام پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ خدا ان کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنا دفاع کریں اور کمزوروں کو طاقتوروں پر غلبہ نصیب فرماتا ہے لیکن فرماتا ہے کہ بعض ایسی حالتیں بھی ہوتیں ہیں کہ ان کو میں نہ لڑنے کی اجازت دیتا ہوں اس وقت نہ ایسا موقع پیدا کرتا ہوں بلکہ خدا خود ان کی خاطر لڑتا ہے اور بجائے اس کے کہ ان کے ہاتھوں دشمن شکست کھائے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان مخفی، نہ نظر آنے والی قوتوں کے ذریعے دشمن شکست کھا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِغَيۡظِهِمۡ لَمۡ يَنَالُوۡا خَيۡرًا ‌ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الۡقِتَالَ ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيۡزًا ۚ‏ ﴿۲۶﴾

(الاحزاب: ۲۶)

کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو بہت غیظ کے ساتھ بہت غصے کے ساتھ اور جوش دکھاتے ہوئے میرے بندوں پر حملہ آور ہوئے تھے ان کو اس حالت میں رد فرما دیا، لوٹا دیا کہ وہ اپنا غیظ اپنے ساتھ ہی لے کے لوٹے یعنی ان کو غیظ نکالنے کا موقعہ عطا نہیں ہوا، وہ اپنی حسرتیں لے کر واپس لوٹ گئے کہ ہم نے تو یہ کرنا تھا وہ کرنا تھا اور یہ یہ ظلم ڈھانے تھے، اس طرح اپنے سینوں کو ٹھنڈا کرنا تھا لیکن جو آتش غیظ ان کے سینوں میں بھڑک رہی تھی وہ اسی طرح بھڑکتی رہ گئی اور اپنی اس آگ کو واپس لے کر لوٹ

گئے ۔لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا اس حال میں کہ کوئی بھی نفع ان کو نصیب نہ ہوا، کوئی بھلائی ان کو نہ پہنچی۔ خَیۡرًا کو نکرہ کے طور پر رکھ کر یہ معنی ہے کہ کسی قسم کی بھی کوئی بھلائی ان کو نصیب نہ ہوئی، اپنے ہر ارادے میں ناکام ہو گئے وَ کَفَی اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ اور دیکھو یہاں اللہ لڑا ہے مومنوں کی طرف سے کَفَی اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ کا مطلب ہے کہ خدا کا لڑنا مومنوں کے لئے کافی ہو گیا ان کو ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ جب خدا لڑتا ہے تو بعض دفعہ اس طرح لڑتا ہے کہ مومن کو اپنے دفاع کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ۔وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیۡزًا یہاں بھی وہی مضمون ہے کہ اللہ قوی ہے اور عزیز ہے۔تو جہاں جہاں بھی مقابلے کا مضمون ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی قوت اور اس کی عزت کا ذکر، اس کی تکرار فرمائی گئی ہے۔

پھر آگے جو میں نے دو آیات کے ٹکڑے پڑھے تھے ان میں ایک اور مضمون کی طرف بھی اشارہ فرما دیا گیا فرمایا ہے:

وَلِیَعۡلَمَ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحدید:۲۶)

کہ اللہ قوی اور عزیز تو ہے اس میں تو شک نہیں ہے لیکن اس کی قوت اور عزت کے اظہار سے پہلے ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ خدا اپنے بندوں کو دیکھنا چاہتا ہے، ان کو آزمانا چاہتا ہے کہ وہ ایسی حالت میں اللہ کی نصرت کے لئے تیار ہوتے ہیں کہ نہیں کہ نہ اس کی قوت ان کو نظر آ رہی ہوتی ہے نہ اس کی عزت ان کو نظر آ رہی ہوتی ہے، پردۂ غیب میں ہوتے ہیں دونوں۔ یعنی جب خدا کی قوت مخفی ہوتی ہے ابھی اور اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئی ہوتی، جب یہ حقیقت کہ خدا نے بہر حال غالب آنا ہے اور عزت کے ساتھ غالب آنا ہے یہ حقیقت موجود تو ہوتی ہے مگر منصّۂ شہود پر ابھری نہیں ہوتی ایسے وقت میں ایک انتہائی کمزوری کا عالم آتا ہے مومنوں کی جماعت پر اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خدا کی مدد کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ خدا ان کی مدد کر رہا ہے۔فرماتا ہے ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان بندوں میں کیسی وفا ہے؟ کیا یہ استحقاق رکھتے بھی ہیں کہ نہیں کہ میں ان کی مدد کروں تو فرماتا ہے کہ ایسی حالت میں میں اپنے بعض بندوں کو پاتا ہوں کہ نہ تو میری قوت ظاہر ہوئی ہوتی ہے نہ میری عزت ظاہر ہوئی ہوتی ہے اور وہ غائبانہ اندھا دھند اپنا سب کچھ میری

راہ میں جھونک دیتے ہیں، بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارا نقصان کا سودا ہے ہر قسم کی کمزوریاں ان کو نصیب ہوتی ہیں ہر قسم کی بے عزتیاں ان کے مقدر میں گویا لکھی جاتی ہیں، دنیا کی طرف سے خدا کی طرف سے نہیں لیکن اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ جو چاہے اٹھتا ہے دو کوڑی کا آدمی ان کو ذلیل رسوا کر دیتا ہے۔فرماتا ہے یہ کس لئے ہے؟ اس لئے نہیں ہے کہ میں ان کو اس حالت میں چھوڑ دوں اس لئے ہے کہ بالآخر یہ بات ظاہر ہو کہ اللہ ہی ہے جو قوی اور عزیز ہے یعنی بندے نہیں ہیں۔ پھر ایسے بھی واقعات رونما ہوتے ہیں کہ بظاہر بندوں کے ذریعہ غلبے نصیب ہو رہے ہوتے ہیں، بظاہر بندوں کے ذریعے خدا کے دین کو تمکنت نصیب ہو رہی ہوتی ہے لیکن اگر انہی بندوں کی نظر اس کمزوری کے دور کی طرف مبذول ہو جائے تو وہ یقیناً سمجھیں گے کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا ہم تو سب کچھ گنوا بیٹھے تھے، اللہ ہی ہے جو قوی اور عزیز ہے وہی اب ہماری مدد کو آیا ہے تو ہماری حالت بدلی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے پھر خدا کیا کرتا ہے وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ جو خدا کی مدد کرتے ہیں لَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ لازماً ضرور اللہ ان کی مدد کو آتا ہے اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ پھر وہی تکرار ہے قوی اور عزیز کی۔فرماتا ہے اپنی تمام قوت کے ساتھ اپنی تمام شان کے ساتھ اپنی تمام عزتیں لے کر اپنے بندوں کی مدد کے لئے خدا حاضر ہو جاتا ہے اور جو غیب تھا وہ حاضر میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ’’وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے ان کو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں ان کو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تو میرے ساتھ لڑے گا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا۔‘‘

یعنی وہ جو خدا سے تعلق رکھتے ہیں وہ عزیز ہو جاتے ہیں۔ میرے عزیز میں کتنا پیارا اظہار ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فصاحت و بلاغت کا بھی ایک کرشمہ ہے۔ عزیز پیارے کو بھی کہتے ہیں اردو میں اور یہ مضمون بھی ہے کہ میرے پیارے کو اور دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب میرا ہو گیا تو میں عزیز نہیں ہوں؟ وہ میرا عزیز بن گیا ہے کیونکہ اس نے مجھ سے عزت حاصل کر لی ہے تو جو

میری وجہ سے عزیز بنایا گیا ہے اس کو تم کیسے ذلیل کر دو گے؟

''درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔''

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ کی طرف اشارہ ہے کہ لکھا جا چکا ہے۔

''اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔''

مہلت کا مضمون اس فقرے میں بیان فرمایا گیا ہے اُمْلِيْ لَهُمْ ۗ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (القلم:۴۶) کہ میں ان کا ہاتھ لمبا کر دیتا ہوں فرمایا لمبا تو کیا جاتا ہے مگر اسی قدر لمبا کیا جاتا ہے جس قدر آسمان پر لکھا گیا ہے کہ اس حد تک میں اس کو ہاتھ لمبا کرنے اور پھیلانے کی اجازت دوں گا۔

''پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جس کے ارادے کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہٰذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہے ہیں اور ان کی بدی سے راست بازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے اور قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے۔''

پھر فرماتے ہیں:

''جب ایک شخص اس کے آستانے پر ایک نئی روح لے کر حاضر ہوتا ہے اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محض اس کی رضامندی کے لئے پیدا کر لیتا ہے تب خدا بھی اس کے لئے ایک تبدیلی پیدا کر لیتا ہے کہ گویا اس بندے پر جو خدا ظاہر ہوا ہے وہ اور ہی خدا ہے نہ وہ خدا جس کو عام لوگ جانتے ہیں جو وہ ایسے آدمی کے مقابل پر جس کا ایمان کمزور ہے کمزور کی طرح ظاہر ہوتا ہے لیکن جو اس کی جناب میں ایک نہایت قوی ایمان کے ساتھ آتا ہے وہ اس کو دکھلا دیتا ہے کہ تیری مدد کے لئے میں بھی قوی ہوں اسی طرح انسانی تبدیلیوں کے مقابل

پر اس کی صفات میں بھی تبدیلیاں واقعہ ہوتی ہیں۔“

پس آج جماعت جس دور سے گزر رہی ہے بکثرت بلکہ ہر طرف سے پاکستان کے کونے کونے سے یہی اطلاعیں آرہی ہیں کہ خدا کے وہ مظلوم بندے خدا کے آستانے پر نئی روحیں لے کر حاضر ہو چکے ہیں ان کے اندر عظیم تبدیلیاں واقعہ ہوگئیں ہیں ایک بھی دیکھنے والا ایسا نہیں، ایک بھی صاحب حال ایسا نہیں جس کی رپورٹ، جس کی اطلاع اس کے برعکس ہو، بچے کیا اور عورتیں کیا، جوان کیا اور بوڑھے کیا، سندھی کیا اور پنجابی کیا، پٹھان کیا اور بلوچی کیا، تمام احمدی ایک عظیم تبدیلی کی حالت سے گزر کر نئی روحیں لے کر اپنے رب کے آستانے پر حاضر ہو چکے ہیں اور وہ پاک تبدیلیاں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں ذکر فرمایا ہے وہ ظاہر ہوگئیں ہیں۔

پس ان سب کو میں خوش خبری دیتا ہوں کہ اے خدا کے بندو! تم پر جو خدا ظاہر ہوگا وہ عام انسانوں کی طرح کا خدا نہیں ہوگا۔ وہ عزیز اور قوی خدا ہے جو تم پر ظاہر ہونے والا ہے اور تم پر جلوہ دکھانے والا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔ آپ عزت و شرف کی خاطر پیدا کئے گئے ہیں اور عزت و شرف کے مقام پر فائز کئے جائیں گے، آپ قوتوں اور عزتوں کی خاطر بنائے گئے ہیں اور قوتوں اور عزتوں کے مقام پر فائز کئے جائیں گے یہ ہو کر رہے گا اور کوئی نہیں جو اس خدا کی تقدیر کو بدل سکے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

دو جنازے ہوں گے ایک تو حاضر ہے، ہمارے ایک مخلص دوست رشید حیات صاحب کے داماد تھے جوانی میں فوت ہو گئے ہیں، (حضور نے دوران خطبہ انکے عزیزوں سے نوجوانوں کی بیماری کے بارہ میں پوچھا۔) عبدالوحید صاحب ہیں جو چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے، تینتیس 33 سال کی عمر میں۔ ایک ہماری پرانی محمودہ خاتون ہیں جو درد صاحب مرحوم کے خاندان کی۔ نہایت ہی مخلص خاتون تھیں۔ حکیم حمید احمد اختر المنار والے ہیں ان کی والدہ محمودہ بیگم۔ ان کی بڑی دیرینہ خواہش تھی کہ میں ان کا جنازہ پڑھوں۔ میں تو وہاں موجود نہیں تھا ایک مجبوری تھی اس لئے ان کی اس خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں ان کا نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ان کے ساتھ ہی یہ اکٹھا ہوگا۔